اختلافات کی بہت گنجائش ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اس بات کی بھی گنجائش ہے کہ ان کے سیاسی خیالات سے اختلاف رکھتے ہوئے بھی ہم ان کے ذاتی اوصاف کے ملی جذبہ کی قدر و منزلت کریں۔

روزنامہ ''عوام'' لائلپور / تعزیتی شذرہ

ان کے الفاظ موتیوں کی طرح دمکتے اور فقرے پھولوں کی طرح ہوتے

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات کی خبر ایک برق بے اماں ہے۔ جس نے صبر و سکون کے ہر خرمن کو جلا دیا ہے۔ خطیب اعظم سید عطاء اللہ شاہ بخاری گزشتہ چالیس پچاس سال سے برصغیر پاک و ہند کے اقصا و اکناف پر چھائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کوئی بڑی بڑی مرعوب کن علمی اسناد حاصل نہیں کی تھیں۔ مگر یہ فضیلت انہیں حاصل تھی کہ وہ ہر علمی و ذہنی مجلس میں سر آنکھوں پر بٹھائے جاتے تھے۔ مرحوم سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو شعور اس وقت حاصل ہوا۔ جب غیر منقسم ہندوستان پر انگریزی استبداد پورے ذوروں پر تھا۔ انہوں نے علمائے عظام پر حکومت کے عتاب کو دیکھا اور اس سے تڑپ اٹھے۔ انگریز کو سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کبھی معاف نہیں کیا تھا۔ اس لئے کہ انگریز نے اپنی سنگدلانہ پالیسی سے غیر منقسم ہندوستان ہی نہیں پورے مشرق میں دین اسلام کے ستونوں کو گرانے کی کوشش کی تھی اور اس نے ان بزرگوں پر عتاب و عذاب کے دروازے کھولے تھے جو ہر اعتبار سے قابل احترام تھے۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایسے وقت میں اپنی عملی زندگی شروع کی۔ خدا تعالیٰ نے انہیں خطابت و تقریر اور اثر آفرینی کی دولت وافر عطا کی تھی۔ وہ گھنٹوں ہزارہا کے مجمعے کو مسحور رکھ سکتے تھے اور منٹوں میں لوگوں کو جدھر چاہتے بہا لے جاتے تھے۔ ان کے الفاظ موتیوں کی طرح دمکتے تھے اور فقرے پھولوں کی طرح ہوتے تھے جن کی خوشبو چاروں طرف پھیل جاتی تھی۔

مرحوم سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے قید و بند اور سزا و تعزیر کی مصیبتیں بارہا جھیلیں مگر ان کے پائے استقلال میں کبھی جنبش نہ آئی تھی۔ ان کا انداز اور مسلک قطعی درویشانہ تھا۔ انہیں کسی سے ذاتی دشمنی نہیں تھی۔ البتہ وہ اپنے تمام عقائد میں شدید تھے اور جسے ان کے عقائد سے اختلاف ہوتا وہ اسے خدا کا دشمن سمجھتے تھے۔ اس لئے اس کے خلاف شدت اختیار کرتے تھے۔ مرحوم سید عطاء اللہ شاہ بخاری میں یہ وسعت قلبی موجود تھی کہ وہ اپنے کسی اقدام یا فیصلہ کو جب غلط سمجھ لیتے اس پر اصرار نہ کرتے۔ چنانچہ پاکستان کے متعلق آپ نے یہی طریقہ اپنایا تھا۔

مرحوم سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے دفتر مطلوب ہے۔ وہ ایک جاذب شخصیت تھے۔ خطیبِ اعظم اور مقرر شیوا بیان ہونے کے باوجود وہ انتہائی منکسر المزاج تھے۔ کارکنوں کا ان

سے بڑھ کر اور کوئی ہمدرد نہ تھا انہوں نے مصیبتیں برداشت کیں مگر اپنے لئے نہ کبھی رحم کی بھیک مانگی نہ وسائل چاہے۔ غریب اور مخلص کارکنوں کے لئے انہوں نے کوئی مدد کرنے میں کبھی تامل سے کام نہیں لیا تھا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم نہایت سلجھے ہوئے اور سخن فہم بزرگ تھے۔ اشعار کے ہزارہا نگینے ہر وقت ان کے ساتھ رہتے اور وہ جب چاہتے محفل احباب میں یا مجمع عام میں کسی بہترین نگینے کو الفاظ کی انگشتری میں جڑ دیتے۔ افسوس کہ ان کی سیماب صفت طبیعت نے انہیں جم کر بیٹھنے اور اپنے وسیع ذخائر کو مدون کرنے کی فرصت نہیں دی۔ اس طرح کوئی جامع کتاب ان سے یادگار نہیں ہے۔ لیکن برصغیر پاک و ہند کی نصف صدی کی تاریخ کلی اور کامل طور پر ان کی شخصیت سے متاثر رہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات ایک بڑا ملی صدمہ ہے۔ آج ہر پاکستانی کو محسوس ہو رہا ہے کہ شاہ جی کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے کہ وہ کبھی پر نہیں ہو سکے گا۔

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دئے
ڈھونڈا تھا آسماں نے جنہیں خاک چھان کر

ملت پاکستان پر یہ بہت بڑی آزمائش کا دور ہے۔ ابھی مولوی عبدالحق کی وفات کی خبر فضاؤں میں تھی کہ ایک اور صدمہ عظیم ملک کو برداشت کرنا پڑا۔ یہ لوگ جو بجائے خود ایک تاریخ ہیں۔ ایک ایک کر کے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ملت پاکستان کو اس قابل بنائے کہ ان کے رہنما ان مرحومین کی خوبیوں کو اپنا کر، اس خلا کو پورا کر سکیں۔

ہفت روزہ ''لیل و نہار'' لاہور / تعزیتی شذرہ

تقریر کا جادو۔ استعارہ نہیں حقیقت

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عجب سانحہ ہے کہ اس دور میں جو بھی بزرگ اٹھتا ہے اس کے ساتھ ایک تہذیب کی علامت اٹھ جاتی ہے۔ ایک درخشاں روایت کی مشعل گل ہو جاتی ہے اور اس کے مرنے سے اک دور مر جاتا ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کی صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں تقریر کا جادو استعارہ نہیں مرحوم کی ذات میں ایک حقیقت تھا۔ وہ اپنی سحر بیانی سے لاکھوں کے مجمع کو گھنٹوں محو حیرت رکھتے۔ ہنساتے، رلاتے، تڑپاتے اور آمادۂ عمل کرتے۔ اتنا بڑا شعلہ نوا اور معجز بیاں اب پیدا نہ ہو گا اور وہ اس لئے کہ بقول ایک معاصر